111

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ | بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ | سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی

BADR

QADIAN

بدر

قادیان ضلع گورداسپور

عام قیمت پیشگی عہ بغیر ضمیمہ درس قرآن شریف

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ ۔ مرزا غلام احمد

Reg No. L. CCLXXXVIII

مسیح وقت و مہدی ہم مجدد بر سر ابن صد

معہ ضمیمہ درس قرآن مجید چار روپے پیشگی (للعہ)

جلد ۱۲ | ۱۸ رجب ۱۳۳۰ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۴ جولائی سنہ ۱۹۱۲ء مطابق ۲۱ ہاڑ سمت ۱۹۶۹ | نمبر ۱

کر بھائیو اگر قادیان آؤ گے تم | ایڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہ | نورِ دینِ مصطفےٰ پاؤ گے تم

Digitized by Khilafat Library

حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی

ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں۔ اور اہلِ بیت مسیح موعود میں ہر طرح سے خیریت ہے +

خطباتِ نور

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب منارہ بنانے کی تجویز فرمائی تو حضرت ابی المکرم استاذی المعظم پیر و مرشد جناب خلیفۃ المسیح حضرت مولوی نورالدین صاحب کے دل میں ایک جوش تھا کہ منارہ کی بُنیاد آپ کے سکونتی مکان میں رکھی جائے۔ بڑوں کے دل بڑے اور ان کے حوصلے بڑے اور بزرگوں کے حضور انکے ادب بڑے۔ آپکی عادت نہ تھی کہ حضرت مسیح اللہ کے حضور بڑھ کر بات کریں۔ اسواسطے غالباً یہ بات اندر ہی اندر رہی مگر چونکہ مجھے بھی ازروئے شفقتِ پدری اِس معاملہ میں دعا و توجہ میں شامل کیا گیا تھا اِس واسطے مجھے مسیحی انوار کی کرنوں کو خلافتِ اوّل کے بلند اور مستحکم مینار سے چاروں طرف پھیلتے ہوئے دیکھکر خدا کی قدرتوں اور عجائبات کے نظارے سے ایک خاص لطف حاصل ہوتا ہے کہ آپ کے دل کی اِس طرف توجہ بھی منجانب اللہ تھی۔ اور ایک باطنی اور روحانی مینار کے عنقریب نمودار ہونے کا پیش خیمہ تھی جس نے اپنے نور سے نہ صرف اردگرد کی دُنیا کو روشن کرنا تھا بلکہ خود مسیح کے گھرانے کے واسطے بھی مسیح اللہ پر نازل شدہ وحی اللہ یزکیھم ویطھرکم کے مقصد کو پورا کرکے انھیں جہان کی راہ نمائی کے واسطے درخشندہ گوہر بنانا تھا۔ اِسی نور کے منوّر کلام کو ہمارے پیارے دوست بابو عبدالحمید صاحب سیالکوٹی حال اڈیٹر پورانا دفتر ریلوے نولکھا لاہور نے الحکم و بدر کے کالموں سے نقل کرکے اور حضرت کو دکھلا کر اور اُن کی اجازت حاصل کرکے چھپوانا شروع کیا ہے۔ کاغذ اعلیٰ۔ لکھائی خوشخط۔ چھپائی عمدہ ہر لازمی احتیاط کے ساتھ بابو صاحب نے اس کام کو شروع کیا ہے۔ پہلا حصہ چھپکر طیار ہوگیا ہے جسکی قیمت ۸ فی نسخہ ہے اور بابو صاحب موصوف سے مل سکتا ہے۔ یہ نسخہ نور میرے ریویو یا تعریف کا محتاج نہیں جن لوگوں نے ان خطبات کو سُنا یا پڑھا ہے وہ جانتے ہیں کہ کسقدر ضروری مسائل اور دلوں پر تاثیر کرنیوالے پاک وعظ۔ اور عملی قوت کو مدد دینے والے مجرب نسخے اور ظاہری و باطنی شیاطین کے دفعیہ کے واسطے کاری حربے ان میں موجود ہیں۔ بابو صاحب موصوف کا یہ کام

بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے حکم سے چھپکر شائع ہوا

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر

(احمدیہ بلڈنگس لاہور میں)

مرتبہ شیخ یعقوب علی صاحب اڈیٹر الحکم

خاص جماعت کی اصلاح و تربیت کے لئے

حضرت خلیفۃ المسیح کی اصلاح و تصدیق سے شائع ہوئی

یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون ۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا ۔ وکنتم علٰی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا ۔ کذالک یبین اللہ لکم ایتہ لعلکم تھتدون ۔

لیکچروں کی تقسیم اور اپنا مذہب

مجھے باتیں بنانی بھی آتی ہیں۔ اور بولنا بھی آتا ہے۔ اور مختلف مضامین پر بول سکتا ہوں مگر مجھے بڑی سہولت ہے کہ مجھے ایک ہی مضمون پر بولنا پڑتا ہے۔ دُنیا میں لوگوں کو بڑے بڑے مضامین کی ضرورت ہوتی ہے اور انہیں سے بہت سی ضرورتیں بولنے کی پیش آتی ہیں ایک آدمی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس کا دماغ ایسا بنایا ہوتا ہے کہ وہ سیاست پر گفتگو کرتا ہے۔ اور تمام دنیا کی سلطنتوں کے سیاسی اُصولوں سے واقفیت رکھ کر بولتا ہے۔ اور تمدن۔ اپنی حفاظت۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور دوسروں کو کمزور کرنے کے اُصولوں پر بولتا ہے۔ ہماری سلطنت .. ہندوستان میں تو رہی نہیں اگر باہر کچھ ہے۔ تو اس کے لئے بھی آوازیں آرہی ہیں کہ یہ بھی دے دو۔ نہ ہمارے حکمراں اس بات کو پسند کرتے ہیں اور نہ ہماری موجودہ حالت اجازت دیتی ہے۔ کہ سیاسی اُمور میں ہم دخل دیں اور اُنپر بولیں۔ بہت لوگ تمدن پر لکچر دیتے ہیں۔ کس طرح شہریت ہو۔ اور کبھی تمدن کی ان شاخوں پر بحث ہوتی ہے کہ شہریت کے بعد شہر میں کیونکر گذارہ کریں۔ اور کبھی وُہ دولت تجارت اور حرفوں کے متعلق بولتے ہیں اور کبھی ملک کی ترقی اور اقتصادی اُمور پر بولتے ہیں اور کبھی حفظان صحت پر لکچر دیتے ہیں کبھی حکام سے تعلقات اور اپنی مُلکی اور مقامی ضروریات پر بولتے ہیں۔ کبھی ہمسایہ اور دوسری قوموں پر بڑھنے کی تجاویز کے متعلق بولتے ہیں۔

غرض مختلف قسم کے لیکچرار ہوتے ہیں اور ان کی اغراض اور موضوع مضامین الگ ہوتے ہیں۔ پھر اسی لحاظ سے مختلف قسم کے اخبارات ہوتے ہیں ان اخبارات نے اپنے اپنے مقاصد کے لحاظ سے کچھ فرض۔ سنت واجب بنائے ہوتے ہیں وُہ خدا تعالیٰ کی شریعت کے سنن اور فرائض اور واجبات نہیں ہوتے بلکہ ان کے اپنے ایجاد کردہ ہوتے ہیں مگر

میرا بیان اِن سب سے علیحدہ ہے۔ میرا دماغ خدا تعالےٰ نے ایسا بنایا ہے کہ میں مختلف قسم کے مضامین پر بول سکتا ہوں۔ میں اپنی جگہ اُمور سیاست پر بھی غور کرتا ہوں اور خوب غور کرتا ہوں۔ اور خیالی لذت قرآن کریم کی سیاسی آیات سے اُٹھا لیتا ہوں۔ کبھی تجارت۔ حرفت اور حفظان صحت پر غور کرتا ہوں اور قرآن کریم کی ان آیات پر غور کرتے کرتے دُور چلا جاتا ہوں جو ان اُصولوں کو اپنے اندر رکھتی ہیں۔

میں کبھی فنون جنگ پر بھی سوچتا ہوں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک صحبت نے ایسے گروہ طیار کر دئے تھے کہ جب لڑائی کو جاتے تھے تو ساٹھ ہزار کے مقابلہ میں ۳۰ کافی ہوتے تھے۔ وُہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتظام تھے۔

اسلامی تاریخ کا ایک واقعہ

ایک جنگ میں خالد بن ولید اور ضرار تھے۔ ضرار دشمنوں کے ہاتھوں میں قید ہو گئے۔ خالد کو اُن کے قید ہونے کا سخت رنج ہوا انھوں نے کہا کہ ۳۰ آدمی ساٹھ ہزار کے لئے کافی ہیں اور ابو عبیدۃ بن جراح نے کہا کہ ۶۰ آدمی لے جاؤ حالانکہ مخالفوں کا کمانڈر انچیف ۵ لاکھ لے کر مقابلہ پر تھا۔ خالد بن ولید کو ضرار کی خبر سُن کر نیند نہ آئی حضرت عبیدۃ سے کہا کہ کوئی ایسی بات ہو کہ میں ضرار کو چھڑا لاؤں۔ رات بھر دُعا کرتے رہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس دُعا کی قبولیت کو یوں رنگ دیا کہ ہرقل کی افواج کے کمانڈر انچیف باہان نے کہا کہ مُسلمان ہر روز مقابلہ کرتے ہیں اور ہم کو شکستیں ہوتی ہیں۔ ان شکستوں سے بھی بدنامی ہوتی ہے۔ پھر کیوں دہوکہ سے ان کے چیدہ افسروں کو قتل نہ کر دیں۔ اس دہوکہ سے قتل کرنے پر بھی بدنامی تو ہوگی۔ مگر شکستوں کی بدنامی کے مقابلہ میں ہم کو اس بدنامی کو اختیار کرنا چاہیئے۔ چنانچہ اس نے اپنے مشیروں سے مشورہ کے بعد خط لکھا کہ خالد بن ولید اور فلاں فلاں پانچ آدمی جو اسلامی لشکر کے منتخب افسر اور بہادر ہیں۔ اُنکو آپ بھیجدیں تاکہ آپکے لائق افسروں سے صلح اور امن کی گفتگو کریں اور تجویز یہ تھی کہ صلح اور امن کی گفتگو کے بہانہ سے انہیں بُلائیں اور جب وُہ یہاں آویں تو انہیں قتل کر دیں اس تجویز کے بعد ابو عبیدۃ کے پاس آدمی بھیجا گیا۔ اونھوں نے تو یہ تجویز اپنی کامیابی کے لئے ایک زبردست منصوبہ سمجھی تھی۔ مگر میں اس کو ان دُعاؤں کی قبولیت کا کرشمہ سمجھتا ہوں میں دعاؤں کا بہت معتقد ہوں میں بڈھا ہو گیا اور میرا یہ ایمان بڑھتا جاتا ہے۔ غرض جب اسلامی فوج کے ان عہدہ داراں کی طلبی کے لئے آدمی پہونچا تو ابو عبیدہ نے ذکر کیا کہ باہان پانچ آدمی بُلاتا ہے۔ خالد نے کہا کہ ہم ضرار کی رہائی کی دُعا کر رہے ہے شاید اسی تجویز سے ضرار چھوٹ جاوے۔

خالد نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس موقعہ پر سو آدمی جاویں شاید ضرورت پڑ جاوے۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ وہ تو صرف مشورہ چاہتا ہے۔ مگر خالد نے کہا کہ خواہ مشورہ ہی ہو سو کے جانے میں ہرج ہی کیا ہے۔ خالد نے سو آدمی ساتھ لئے اور انکو کہا کہ ہر وقت چوکس رہنا اور دوسرا کام یہ کرنا کہ پھرتی سے باہان کو گھیر لینا۔ پھر دیکھا جاوے گا۔ چنانچہ اس تجویز کے موافق جب وہاں گئے۔ تو خالد کے ساتھ سو آدمی تھے۔ باہان نے کہا کہ ہم پسند نہیں کرتے کہ سو آدمی آویں مگر اِدھر سے خالد نے جواب دیا کہ ہم لڑنے کے واسطے نہیں آئے۔ قرآن کریم میں حکم ہے۔ وامرھم شوریٰ بینھم اِسلئے میں انکو یہاں لایا ہوں کہ اگر مشورہ کی ضرورت پڑ جاوے تو باہم مشورہ کر لیں۔ فریق مخالف نے پھر روکا اور اعتراض کیا کہ صرف خالد کی ملاقات کا منشاء ہے مگر پھر کہا گیا۔ کہ اس جماعت کو ضرورت مشورہ کے لئے صرف لایا گیا ہے اسپر اونھوں نے کہا کہ اچھا پھر ہتھیار پہن کر نہ آویں۔ مگر خالد نے کہا کہ ہتھیار تو صرف ہمارا لباس۔ بے ہم ننگے کس طرح پر آ سکتے ہیں آپ یہ اندیشہ کیوں کرتے ہیں۔ جنگ میں سو آدمی اتنی بڑی فوج کے سامنے کیا حقیقت رکھتے ہیں یہ بات انکی سمجھ میں بھی آگئی۔ اور انھوں نے انکو بُلا لیا۔ اندر جا کر انہوں نے اتنی پھرتی۔ کہ باہان بیچ میں گھر گیا خالد آگے بڑھے تو باہان نے کہا کہ مینے تو صرف تم کو بلایا تھا اِتنے آدمیوں کو کیوں تکلیف دی۔ خالد نے کہا کہ مشورہ کے لئے لایا ہوں اگر ضرورت پڑے۔ تو حاضر ہیں۔ یہاں ہی مشورہ ہو جاوے اس وحدۃ نے یہ فائدہ دیا کہ وہ خوشامد کی باتیں کرنے لگا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر ذرا بھی رنگ بدلا تو خیر نہیں۔ غرض اُسنے جب بہت محبت اور خوشامد کا اظہار کیا۔ تو خالد نے

112

کہاکہ ہمارا کمانڈر اخیف کیا سمجھے گا کہ آ... ے جبتسے ہم کو بلایا ہے اس کے ... کو مسان چاہیئے - مرنے جینے کو تم ہم کچھ سمجھتے ہی نہیں - اس نے کہاکہ میں آپکو کیا نقصان دُوں - خالد نے کہا - مال و دولت کی ہمیں ضرورت نہیں ہمیں تم ضرار کو دے دو - اور اس کے ساتھ ہی کہاکہ اب وہ یہاں آجانا چاہیئے - کیونکہ میری جوڑی کا سپاہی ہے - میں پسند نہیں کرتا کہ تنہا جاؤں - آخر اس نے سوچ لیا کہ یہ سو آدمی ہے اور مرنے مارنے پر طیار ہے - یا تو میں یہاں ہی مرتا ہوں اور یا یہ ضرار کو لئے بغیر نہ جائے گا اسلئے ضرار کو بلایا مگر ضرار نے کہاکہ میں نہیں جانا چاہتا - جب اس سے پوچھا گیا کہ آپ کو کیا تامل ہے - اس نے کہاکہ میں مرجاؤنگا مگر یہاں سے نہیں جاؤنگا - جب وہ چار سپاہی جو میرے ساتھ قید ہیں میرے ساتھ نہ ہوں - آخر اون کو بھی بلایا گیا اور ان سب کو خالد کے ساتھ روانہ کر دیا گیا اور وہ بڑی خوشی سے مکان پر آگئے یہ بات تھی کہ انمیں ایک دوسرے کی ہمدردی - عاقبت اندیشی - ہر معاملہ میں گہری نگاہ کرنا موجود تھی - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قسم کے جگوں میں اور تمدن اور معاشرت میں نمونہ بن کر دکھا دیا تھا اور اس امتحان اور مدرسہ میں پاس ہو چکے تھے - وہی لوگ تھے - جنھوں نے خستہ پوش ہو کر ایک ایک اونٹ یا بکری کے مالک ہو کر جب باہر نکلے - تو اونھوں نے تمدن و معاشرت کے اصول وضع کئے - اور سلطنت قائم کی اور بڑے بڑے فتوحات کئے - اس قسم کے عجائبات ان کے سیاسی امور میں ہیں کہ اگر ان کی صرف غیر قوموں کی تقریروں ہی کو کوئی الگ کر کے پڑھے - تو ساری دنیا کی سیاسی عقل آسکتی ہے ان تقریروں میں بڑی بڑی قوموں کے سیاسی امورات اور عاقبت اندیشیوں کے اشارات ہیں -

موجودہ حالت

مگر اب مُسلمانوں کی حالت کیا ہے؟ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ایک مُسلمان نے کہاکہ وہ قلعہ فتح کر لیا - میں حیران ہوا کہ اب قلعہ کہاں فتح ہوا اس کے دوست سے پوچھا تو اس نے کہاکہ ایک کنواری سے زنا کر لیا افسوس اب ایک ہی کمال رہ گیا ہے - لاہور میں اتنے اشتہار قوت باہ کے نکلتے ہیں کہ شاید سارے ہندوستان میں نہ ہوں اور ان میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں - امساک اور قوت باہ کا اتنا دعوے ہوتا ہے - کہ پڑھنے والا حیران ہو جاتا ہے - ایک اور اشتہار سیالکوٹ یا کسی اور جگہ سے نکلتا ہے - سنیاس کا نچوڑ اور لوہے کی لاٹھ غرض اب ساری طاقت اسی ایک طاقت کے مضبوط کرنے میں رہ گئی ہے - غرض مجھے سیاسی اُمور پر لیکچر دینے کی ضرورت نہیں نہ میں خود سپاہی ہوں نہ سپاہی بنانے لگا ہوں - میرا باپ شاید سپاہی ہو - کیونکہ مجھے یاد ہے کہ ایک کوٹھا تیروں - کمانوں اور بندوقوں کا بھرا ہوا تھا - میں نے اپنے والد صاحب سے پوچھا کہ یہ کیوں ہے تو انہوں نے کہاکہ اگر یہ نہ ہو تو کیا یہاں امن رہ سکتا ہے وہ قرآن بہت پڑھتے تھے - اسی کا اثر ہے کہ مجھے بھی قرآن کریم سے بڑی محبت ہے -

غرض نہ میں نے پولٹیکل لیکچر دینا ہے نہ دفاعی اور اقتصاد پر تقریر کرنی ہے - میں مختصر سی بات کے لئے کھڑا ہوا ہوں - کرسی کی ٹیک سے کام لے رہا ہوں ورنہ پاؤں اجازت نہیں دیتا -

مصنفین اسلام

پھر اسلام میں بڑے بڑے لکھاڑی (مصنفین) موجود ہیں امام رازی (جنھوں نے تفسیر کبیر لکھی ہے) چھوٹی سی بات ہزاروں صفحے لکھ سکتا ہے - ان کے بعد تقسیم مضمون - سلاست بیان اور عمدہ طور پر ذہن نشین کرنے والے امام غزالی ہیں - اور انھوں نے نہایت مفید اور بابرکت کتابیں لکھی ہیں جس خوبی سے اونھوں نے مضامین کو کھولا ہے اس کی نظیر کم ملتی ہے - میں تیرہ سو برس کے مصنفوں میں تین کا نام لے سکتا ہوں تیسرے ابن سینا ہیں اپنے فن کا بڑا لکھنے والا ہے - ایسا احاطہ خیالی طور پر مضامین کا کرتا ہے کہ ڈاکٹر بڑی محنت اور جد وجہد کے بعد کوئی بات نکالتے ہیں تو اس کے احاطہ سے باہر نہیں اس زمانہ میں تحریر ایک خاص فن ہے - ہمارے حضرت کو اللہ تعالےٰ نے خاص توفیق بخشی تھی تحریری رنگ میں آپ کو اعجازی نشان دیا گیا تھا - میں بھی آپ کی زندگی میں کچھ لکھدیا کرتا تھا - مگر آپکے بعد ایک اور ضرورت کو میں نے مدنظر رکھا ہے - اس سے فرصت نہیں ملتی وُہ کیا؟

میں تمہارے لئے دُعا کرتا ہوں

پس اب مجھے نہ کسی لمبی تقریر کی ضرورت ہے اور نہ تحریر کی میں چند باتیں تمہاری بھلائی اور تمہارے فائدے کے لئے کہتا ہوں - خدا کی رضا کے لئے کہتا ہوں -

اختلاف کا نظارہ

میں دیکھتا ہوں تم یہاں تھوڑے سے آدمی ہو - مگر سب کی پگڑیاں الگ - کوٹ الگ - جُوتے جدا جُدا ہیں - طرز غذا الگ ہر چہرہ کے خط وخال - قد - آواز - سب جُدا جُدا ہیں - اس طرح تو یہ اختلاف اور بھی بڑھا - پھر ہر ایک کی صحبتیں الگ مذاق الگ - کتابوں کے مطالعہ الگ - خیالی سلسلے الگ - اور اب یہ دائرہ اختلاف اور بھی وسیع ہو گیا اور اگر غور کرو - تو یہ اختلاف پیدائش سے ہی شروع ہے - کسی کی ماں کسی تمدن کی ہے اور کسی کی کسی رنگ کی - میری ماں ایک اعوانی عورت تھی - ان میں مردوں کی تعلیم کی طرف بھی توجہ نہ تھی - چہ جائیکہ عورتوں کی طرف ہو مگر میری ماں خدا کے فضل سے پڑھی ہوئی تھی - غرض ہر ایک کے ماں باپ کی تربیت جُدا - پھر محلہ کے لڑکوں کی صحبت کا اثر جُدا - اسی سے آگے چلکر سکولوں اور بورڈنگ ہوسوں میں اسی تعلیم کی ہوا چلتی ہے کہ ہمارے تو فرشتوں کو بھی خبر نہیں - شیطان کو ہو گی - پھر کلبوں - ڈیبٹوں - ناولوں اور اخباروں کے موثرات - اس ہر مضمون پر اس قدر رسالے اور اخبارات ہوتے ہیں کہ بعض وقت انسان حیران ہو جاتا ہے - مجھے بھی کتابیں پڑھنے کا جنون ہے - مگر آجکل اس قدر رسالے اور اخبارات اور کتابیں نکلتی ہیں کہ ان سب کا پڑھنا آسان نہیں - پھر ہر ایڈیٹر اخبار کا ایک فرض ہے - خدا کا فرض ادا ہو یا نہ ہو مگر وہ قوم کے لئے ایک فرض رکھتا ہے اگر اسے ادا نہ کیا گیا تو قوم کو سخت نقصان پہنچیگا اور وہ ہلاک ہو جائے گی اور قوم نہ رہے گی - وہ سمجھتے ہیں کہ اپنی پُرزور تحریروں سے فلاں کو ہلاک کر دیا اور فلاں کو بگاڑ دیا - وہ اوروں کے بگاڑنے اور بنانے کے مدعی ہیں مگر اپنا کچھ نہیں بنا سکتے غرض ان اخبارات اور رسالوں کی اس قدر کثرت ہے - کہ میں تو ان کی طرف توجہ بھی نہیں کر سکتا - کتابیں پڑھنے کا مجھے ایسا خیال اب بھی ہے کہ لاہور میں داخل ہوا تو سب سے پہلا کام یہ کیا کہ میری جیب میں کچھ روپے ہیں - کچھ بیوی کو دیدونگا اور کچھ بچوں کو دے دونگا - اور کچھ میرے پاس رہیں گے ان سے ایک کتاب منگوائی اس کے بیسوں نسخے کیا شاید سو کی تعداد میں ہمارے ہاں ہوں - مگر میں نے اس کا ایک نسخہ اور منگوا لیا - باوجود اس وسیع تجربہ کے میں دیکھتا ہوں کہ اگر میں کچھ کہوں تو شاید میری بات مانو یا نہ مانو میرے بھی اختلاف ہیں - عمر - علم - مجلس - صحبت کتابوں کے مطالعہ کی کمی بیشی کے لحاظ سے ہزاروں ہی اختلاف .

ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ یہ اختلاف کا نظارہ مٹ نہیں سکتا اختلاف تو دنیا میں رہے گا ہی - لایزالون مختلفین -

مگر باوجود اختلاف کے گورنمنٹ کی تلوار نے کیسا جھکایا ہوا ہے - تمہارے ساتھ کی قومیں ایجی ٹیشن پھیلاتی ہیں اور بعض اوقات اپنے خیال کے موافق فائدہ بھی اٹھاتی ہیں اور انارکسٹ پیدا ہوتے ہیں اور ایسی باتوں سے بزعم خود کچھ حقوق پیدا کر لئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تمہارا نام و نشان مٹا دیں مگر خدا کا فضل ہے کہ تم ان حرکات سے بچے ہوئے ہو اور ایسی راہوں سے الگ ہی رہنا چاہئیے - کیونکہ اسی میں برکت ہے - غرض اختلافات کا سلسلہ وسیع اور اختلاف کا

میری غرض درس کلام الٰہی ہے

نظارہ دلربا ہے - اختلاف دنیا سے مٹ نہیں سکتا - وہ رونق عالم کا موجب ہے - جبکہ ایک وحدۃ کے نیچے ہو - پس میں تمہیں تمہارے خالق کا کلام سنانے کو کھڑا ہوا ہوں - وہ تمہاری فطرتوں کا خالق ہے - اور فطرت کا صحیح اور کامل علم رکھتا ہے اس خالق الفطرت نے تمہیں کوئی ایسا حکم نہیں دیا - جو تم نہ کر سکو بلکہ وہ احکام دئے ہیں جو تمہاری طاقت اور مقدرت کے نیچے ہیں - چنانچہ وہ فرماتا ہے - لا یکلف اللہ نفساً الّا وسعھا - انسان کی تمکن وسعت اور فعل اور ترک فعل کی جو مقدرت اسے حاصل ہے - اسی وسعت تمکن کے ساتھ ہم حکم کرتے ہیں ایسی کوئی بات نہیں کہتے - جو کہ طاقت سے باہر ہو - یہ بالکل جھوٹ ہوگا کہ اگر کہدو کہ فلاں امر و حکم ہماری طاقت سے باہر ہے کیونکہ یہ آیۃ قرآنی شہادت ہے -

پس اگر میں کچھ کہوں تو تم کہہ سکتے ہو کہ تم فطرت سے آگاہ نہیں لیکن جب میں کلام الٰہی سناتا ہوں - جو خالق و عالم فطرت کا لکھا ہے - تو تمہارا یہ اعتراض بھی اُڑ جائیگا افسوس ہے - لوگوں نے فطرت کے معنے بھی گندے کر لئے اور فطرت کو شرارت کا مفہوم قرار دیدیا ہے - مگر یاد رکھو - فطرت دین قیم کا نام ہے - پس تمہارا یہ عذر کہ ہماری طاقت سے باہر یا فطرت کی استعداد کے خلاف ہے - میری اپنی تقریر پر تو ہو سکتا ہے - مگر خالق و مالک کے کلام پر نہیں اور میں وہی پیش کرتا ہوں -

اس کلام کا علم اور قدر جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھی - وہ اس سے ظاہر ہے - جو قرآن کریم کے متعلق فرمایا - ذٰلک الکتاب لا ریب فیہ - بس ایک کتاب ہے جس میں کوئی ہلاکت کی راہ نہیں یا شک و شبہ کی گنجائش نہیں ریب کے دو معنے ہیں - شک و شبہ اور ہلاکت اور دونو ہی یہاں خوب لگتے ہیں - قرآن کریم میں شک و شبہ نہیں بالکل درست ہے - اس کی ساری ہی تعلیم یقینیات پر مبنی ہے ظنّی اور خیالی نہیں یا آج کل کی اصطلاح میں یوں سمجھ لو - کہ قرآن مجید میں تھیوریاں نہیں بلکہ بصائر ہیں - وہ یھدی للتی ھی اقوم ہے - پھر قرآن مجید میں ہلاکت کی راہ نہیں یہ بھی سچ ہے - کیونکہ اس میں تو شفاءٌ للناس ہے -

غرض کلام الٰہی کی تعریف کی حد کر دی گئی ہے ایک کتاب ہے اور کتاب ہی نہیں - نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر عمل کیا کہ اس کے سوا اور کوئی کتاب دیکھی ہی نہیں توراۃ ممکن تھی مگر اس کے لئے بھی کہتے ہیں - فاتوا بالتوراۃ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم ہی لاؤ اور پڑھو پس میں اسی کتاب کی چند آتیں سُناتا ہوں -

متقّی بنو! یا ایّھا الّذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تُقٰتہٖ ولا تمُوتُنّ الّا وانتم مسلمون

ایمان والو! متقی بن جاؤ اور جو تقوے کا حق ہے وہ ادا کرو اور نہ مرو اس حالت میں کہ تم فرمانبردار ہو گویا تم موت کو کہہ دو کہ آ - جب تیری مرضی ہے تو ہم کو مسلمان پائیگی موت کا کسی کو کیا علم ہے کہ کب آجائے گی - اور یہاں یہ تعلیم دیگئی ہے کہ تمہیں ایسی حالت میں موت آوے - کہ تم کامل فرمانبردار ہو یہ بڑا مشکل مرحلہ ہے - جو کبھی طے نہیں ہو سکتا - جب تک ہر گھڑی انسان موت کے لئے طیار اور فرمانبردار نہ ہو - موت کے وقت انسان کی کیا حالت ہوتی ہے - طبّ کے لحاظ سے جو بات مجھے آتی ہے میں بتاتا ہوں - بات میں نے اس لئے کہا کہ کچھ حصہ تو ڈاکٹر لے گئے جو سرجری کے متعلق ہے اور کچھ عورتوں اور بوڑھیوں کے حصہ میں آئی ہے - کچھ دائیوں اور حلوائیوں کے حصہ میں آئی ہے - کچھ کمانگروں - عطائیوں - کنجروں اور کنجریوں اور پہلوانوں کے حصہ میں آئی ہے بات ہمارے حصہ میں بھی آیا ہے - اس طبّ کے رو سے میں کہتا ہوں - کہ جس وقت بعض غشی کی حالت ہوتی ہے - گھر والے کہتے ہیں کہ حضور اس قدر روپیہ دیتے ہیں صرف ایک بات کرا دو - مگر وہ ایک بات بھی نہیں کر سکتے - فہم بھی باقی نہیں رہتا - تمام حواس اور طاقتیں زائل ہونے لگتی ہیں - بڑی بڑی بیماریاں آتی ہیں - ماں کہتی ہے - بیٹا! تم پہچانتے ہو میں کون ہوں - بہن کہتی ہے - بھائی! میں کون ہوں وہ منہ بھی اُدھر نہیں کرتا [illegible] جواب نہیں دیتی ہے اور کان کام نہیں کرتے - جبکہ انسانی زندگی کا ہر [illegible] کے قریب کر رہا ہے اور حکم یہ ہے کہ مسلم مرو تو انسان کو چاہیئے کہ اس کی طیاری کرے - اس طیاری کے لئے قرآن مجید نے ایک راہ بتائی ہے کہ :-

متقّی بنو!

سلسلہ علّت معلول

آج جو کام کر رہے ہیں اُس کی کل طیاری کی تھی اور آج جو کر رہے ہیں یہ کل کی طیاری ہے یہ سلسلہ حکما نے نامتناہی مانا ہے - بات وہ بھی ٹھیک کہتے ہیں - مثلاً غور کرو - ہم یہاں آئے کیوں؟ ایک عمارت کی ایک اینٹ رکھنی تھی ایک شخص متمول ہوتا - پھر وہ تاجر ہو - لاہور کا باشندہ ذی وجاہت ہو - ہمارے ساتھ اس کا تعلق ہو - وہ ایک عمارت بنوائے - اس عمارت میں قوم کا بھی حصہ ہو - اور پھر اُس نے کہا کہ آکر دُعا کرو تو ہم آگئے - ہمارا یہاں آنا کس قدر اسباب اور نتایج کا سلسلہ رکھتا ہے - پھر وہ قوم جس کا اس کی عمارت میں حصہ ہے کیونکر بنی؟ ایک مرزا (علیہ السلام) آیا - اس نے لوگوں کو نصائح کیں اور اشتہار دئے کہ وہ خدا تعالٰے کی طرف سے مامور و مُرسل ہو کر آیا ہے - اس تاجر نے اس کو قبول کیا اور اس کی وفات کے بعد اس نے ہمارے ساتھ تعلق کو قائم رکھا - مرزا صاحب نے ایسا کیوں کیا - پھر یہ لا انتہا اسباب اور نتائج کا سلسلہ ہے - غرض ان اسباب کے ماتحت ایک بات ہوئی - کسی نے تم کو خط لکھے تم آگئے - پھر ہمارے آنے کے مختلف اغراض ہیں - کوئی اس لئے آگیا کہ اس تقریب پر میں کیا کہتا ہوں اُسے سُن لیں - کسی نے کچھ سوچا اور کسی نے کچھ زیر نظر رکھا ایک ایڈیٹر ہے - وہ اس واقعہ کو تاریخ سلسلہ کا ایک واقعہ قرار دیکر تاریخ کا ایک ورق بڑھانا چاہتا ہے - میں کہتا ہوں اچھا ہے - تم بھی ایک ورق تاریخ میں اُٹھا دو - مجھے کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہوگا اور کیونکر ہوگا - غرض ہر شخص مختلف اسباب کے نیچے یہاں آیا اور مختلف نتایج ان اسباب سے پیدا ہونگے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ علّت معلول کا سلسلہ ایک لمبا سلسلہ ہے پس میں تمہیں یہ کہنا چاہتا ہوں - کہ تم بھی مُسلمان ہو کر مرنا - اور اس کے لئے اگر آج طیاری نہیں کی تو مُسلمان ہو کر مرنا تمہارے اختیار میں نہیں ہے اگر کہو کہ مرنے کے وقت مُسلمان ہو جائیں گے اور کلمہ پڑھ لیں گے تو یہ ایک خیال باطل ہے - آج ہی کچھ طیاری کر دو گے - تو

113

کچھ بنے گا۔

ایک مثال

اس وقت جو حالت ہوتی ہے وہ میں تمہیں طبّی تجربہ سے بتا چکا ہوں۔ ایک مثال کے ذریعہ اور بھی واضح کرتا ہوں۔ ایک کنچنی تھی۔ میں نے اس کو بہت نصیحتیں کیں۔ آخر میں نے اس کو کہا کہ تم بدکاری سے توبہ کرو۔ ...ں جوان تھا وہ اپنے .. خوبصورت حصّہ کو زیور سے خو... آراستہ کر کے میرے پاس آتی رہی اور مجھے یہ بھی کہتی رہی کہ توبہ کر لی۔ آخر وُہ کوئی تین چار ماہ غائب رہی اور پھر ...ے تزک اور احتشام سے آئی اور مجھے کہا کہ مولا! توبہ ...ر بھوک سے مرنے لگے تھے اِس واسطے اب کے ہولی میں توبہ توڑ دی۔ یہ بات سُنکر میرے دل میں جوش پیدا ہؤا اور میں نے معلوم کیا کہ اس نے کوئی بڑی بدکاری کی ہے۔ اور اس طرح پر اس نے توبہ کی تذلیل کی ہے اس نے کہا کہ وہاں سے ہم کو چار سو روپیہ ملا۔ اس کی باتیں سُنکر میرے دل میں سخت جوش آیا اور میں نے کہا یہاں سے چلی جاؤ۔ اللہ تعالےٰ نے مجھ پر بڑا رحم کیا ہے۔ تم مجھ کو گرفتار کرنا چاہتی تھیں وُہ داؤ نہیں چلا۔ اب توبہ کی حقارت کرتی ہو۔ یاد رکھو اب تمہیں توبہ نصیب نہ ہوگی۔ جب گھر گئی۔ تو اسپر فالج گرا اور زبان بند ہو گئی۔ اس کا لڑکا دوڑتا ہؤا میرے پاس آیا اور کہا کہ یہ حالت ہے وہ روپیہ لائی تھی کہیں رکھ دیا ہے۔ اور بتا نہیں سکتی۔ اس کو اس کے مرنے کا جو غم تھا وُہ تھا ہی اس کے ساتھ ایک اور مصیبت تھی کہ پانسو روپیہ روٹی پر پہلے دینا پڑتا تھا میں نے اس کو کہدیا کہ وہ بات نہیں کر سکے گی مگر اس نے نہایت منّت کی کہ آپ دیکھیں تو سہی۔ مگر مجھے یقین تھا کہ توبہ نصیب نہ ہوگی۔ میں نے اس کو کہدیا کہ زبان تو چل نہ سکے گی۔ البتہ اگر تم میری بات مانو۔ تو تمہیں ایک نکتہ بتاتا ہوں تمہارا پانسو روپیہ بچ جاوے گا۔ غرض میں اس کے ساتھ گیا اور دیکھا کہ زبان پر بھی فالج تھا۔ میں نے اس کو کہا کہ اس کو آواز دو۔ اب کانوں میں کچھ نہیں سامنے ہو کر دیکھ لو۔ آنکھوں میں بھی کچھ باقی نہیں۔ میں یہ تماشا قدرت کا دیکھ رہا ہوں۔ تم اب کسی اور کو بُلا کر علاج کراؤ میں علاج نہیں کر سکتا۔ اسوقت میں نے ان کو کہا کہ تمہارے گھر میں فلاں عورت ہے اُس کو بلاؤ وُہ نہایت خوبصورت اور نوجوان تھی۔ جب وہ آئی۔ تو میں نے اس کو مرنے والی کی حالت دکھا کر کہا اس کو دیکھ لو اگر توبہ کر لو تو بہتر ہے ورنہ میں اور فتوے دیتا ہوں۔ یہ لوگ ایسی باتوں کے بہت معتقد ہوتے ہیں۔ وہ ڈر گئی اور اس نے کہا کہ توبہ کرتی ہوں۔

تب میں نے اُس لڑکے کو کہا کہ اگر تم پانسو جو روٹی پر صرف ہوتا ہے۔ خرچ نہ کرو تو کنجر ہی بُرا کہیں گے۔ کوئی شریف بُرا نہ کہے گا اور یا دہ ناکہ اب توبہ کرتی ہے تم کھانا موقوف کر دو۔ اب خواہ ان کنجروں کی تعریف حاصل کر لو خواہ شرفا کی۔ خدا نے اس کو سمجھ دیدی اور اس نے مان لیا اور کہا کہ پانسو بچ گیا دوسرے بھائی کو کہا اس نے بھی مان لیا

مُسلمان مرد

میری غرض تمہیں داستان سُنانا نہیں۔ اسی واقعہ سے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو لوگ کہتے ہیں مرتے وقت توبہ کر لیں گے وہ جھوٹے ہیں اس وقت کس کو ہوش رہتی ہے۔ اس وقت کوئی فہم نہیں ہوتا۔ ہاں خدا تعالےٰ کے بعض بندے ہوتے ہیں جن کو دیکھا ہے کہ مرتے ہوئے بھی کچھ کہتے جاتے ہیں۔ ان میں ہندوؤں کو بھی دیکھا ہے۔ جب حالت یہ ہے کہ انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہے کہ مرتا ہؤا مُسلمان مرے تو آج اس کی فکر کرو۔ مُسلمانی کی موت تب ہی ہو سکتی ہے ابھی سے طیاری ہو۔ پھر جس وقت چاہے موت آجاوے اس کا گُر اسی آیت میں بتایا ہے کہ متّقی بن جاؤ۔ مُسلمان مرنے کا طریق تقویٰ ہے۔ پس میں بھی کہتا ہوں کہ:۔

تقوے اختیار کرو۔ اور ایسا تقوےٰ جو تقویٰ اللہ کا حق ہے

عقائد اسلامی

تقوے کیا ہے۔ عقائد صحیحہ ہوں۔ اور ان کے موافق اعمال صالحہ ہوں اور اخلاق فاضلہ ہوں۔ عقائد صحیحہ کیا ہیں؟ ہمارے عقائد بہت آسان ہیں۔ اوّل ایمان باللہ۔ اللہ تعالےٰ کو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام محامد اور اوصاف اسمارِ حسنےٰ کا مجموعہ .. اور تمام بدیوں سے منزہ یقین کرنا۔ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور وجود اور ہستی سے امید و بیم نہ رکھنا اور کسی کو اس کا شریک اور ند نہ ماننا وہ اپنی ذات میں یکتا اپنی صفات میں بے ہمتا اپنے اسماء اور افعال میں لیس کمثلہ شیء ہے۔ اٹھتے بیٹھتے اسی کا نام لینا اسی کو نافع اور ضار یقین کرنا اور کسی سے اللہ کے سوا تعلق نہ ہو۔

پھر ملائکہ پر ایمان لانا ضروری ہے جو تمام نیک تحریکوں کے محرک ہیں اور ان پر ایمان لانے کی یہی غرض ہے کہ انسان ان پاک تحریکوں پر عمل کرے پھر اللہ تعالےٰ کی کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ پھر اس بات پر لانا ضروری ہے کہ اللہ تعالےٰ نے وقتاً فوقتاً دنیا کی اصلاح اور بھلائی کے لئے اپنے پاک نبیوں کو بھیجا اور ہم ان تمام نبیوں پر ایمان لاتے ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے یا جن کا ذکر نہیں ہؤا اور ان انبیاء کی نبوت اور بعثت میں ہم کوئی فرق نہیں کرتے اس پاک گروہ نے خدا تعالےٰ کا کلام مخلوق کو پہونچایا۔ پھر جزا و سزا پر ایمان لانا یعنے مسئلہ تقدیر کو ماننا کہ وہ حق ہے۔ جزا و سزا حق ہے۔ حشر۔ نشر۔ پُلصراط۔ جنت و نار سب حق ہیں یہ تو عقائد صحیحہ ہیں۔

اس کے بعد اعمال صالحہ ہیں کیونکہ زندہ اور مثمر ایمان وہی ہے جس کے ساتھ اعمال صالحہ ہوں۔ انہیں نماز ہے زکوٰۃ ہے۔ حج اور روزہ ہے۔ اخلاق فاضلہ کو حاصل کرنا اور رذائل سے بچنا ہے۔ قرابت داراں۔ یتامےٰ۔ مساکین سے اپنے مال سے سلوک کرنا اور مسافر نوازی کرنا۔ بعض اوقات مُسافروں کے ریل پر پیسہ نہیں رہتے۔ ایسے لوگوں سے سلوک کرنا ضروری ہے۔ نمازوں کو قائم رکھنا عُسر۔ یُسر مقدمہ یا صلح راحت ہو یا رنج افلاس اور غریبی یا امیری ان تمام مرحلوں میں اللہ کو ناراض نہ کرنا۔ یہ تمام امور مختصراً تقوے کے اصول ہیں۔ جو شخص ان پر کاربند ہوگا وہ متقی ہوگا۔ تقوے کے نتائج بہت ہیں۔ مگر ایک انہیں سے یہ ہے کہ متقی کی موت مسلمان کی موت ہوگی۔

اعتصام بحبل اللہ

اس اصل کو قائم رکھنے کے لئے ایک اور قاعدہ اللہ تعالےٰ نے بنایا ہے اور وُہ یہ ہے۔ واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعًا سب کے سب حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو۔ مدرسوں میں رسّہ کشی کا ایک کھیل ہوتا ہے۔ اور تم نے دیکھا ہوگا اس میں دو پارٹیاں ہوتی ہیں ایک ایک طرف دوسری دوسری طرف۔ جس طرف کے لڑکے وحدت کے ساتھ مل کر زور نہ لگائیں وہ جیت نہیں سکتے۔ یہ لڑکوں کی فطرت میں ایک امر رکھ دیا ہے۔ مسلمانوں کو بھی ایک حبل اللہ دیا گیا ہے ان کا فرض ہے کہ وہ سب کے سب مل کر زور لگا دیں۔ اب قرآن کریم کے اعتصام کے مسلمان مدعی ہیں۔ ایک طرف جڑ کاٹنے کے لئے آریہ۔ برہمو سناتنی۔ میسحی۔ دہریہ۔ ملحد۔ اسی رسہ کو کھینچ رہے ہیں اور زور لگا کر اپنی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف تم نے اسی حبل اللہ کو پکڑنے کا دعوے کیا ہے ان مخالف میں سے برہمو سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ بڑے نرم ہیں۔ مگر ان کو سب سے بڑا دشمن اسلام سمجھتا

ہوں۔ کیونکہ وہ انبیاء علیہم السلام کو مکالمہ الٰہی میں دغاباز اور جھوٹے قرار دیتے ہیں (نعوذ باللہ) اور یا پاگل اور کم عقل کہتے ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ وہ دروغ مصلحت آمیز پر عمل کرتے تھے۔ اسی طرح ملائکہ کے وجود کو شرک قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ نبوت کے کارخانہ کا مدار ملائکہ پر ہے اور بھی باتیں ہیں جن کے بیان کی اس وقت ضرورت نہیں مجھے برہمو لوگوں سے گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا ہے۔ انھوں نے یہ تسلیم کیا ہے۔

ایسا ہی سناتن لوگ پہلے اعتراض نہ کرتے تھے مگر اب وہ بھی کرنے لگے ہیں۔ مسیحی لوگوں نے تو اسقدر کوشش کی ہے کہ عقل و وہم و فکر میں نہیں آسکتی۔ تین ہزار اعتراض انھوں نے اسلام پر کیا ہے اور شبہ ڈالتے ہیں۔ مالی طمع دیتے ہیں اور بہت سے ذریعے لوگوں کو مسیحی بنانے کے اختیار کر رکھے ہیں۔ ضلع سیالکوٹ میں ایک شخص پر خطرناک مقدمہ تھا اس کو کہا گیا کہ عیسائی ہو جاؤ۔ تو شاید بچ جاؤ۔ چنانچہ وہ مسیحی ہو گیا اور روئداد مقدمہ میں بھی یہ امر آگیا کہ مسیحی ہونے کیوجہ سے شبہ کیا جاتا ہے۔ کہ گواہی میں مخالفانہ شہادت تعصّب کے باعث دیگئی تھی۔ اس سے وہ بچ گیا۔ کیونکہ مجسٹریٹ نے فیصلہ میں لکھ دیا کہ گو شہادت قوی ہے مگر مذہبی عداوت کا رنگ رکھتی ہے۔ بعد میں اس نے چاہا کہ مسجد جو اس نے بنائی تھی اسے توڑ کر گرجا بنا دے۔

میرا ایک دوست لاٹ صاحب سے ملنے گیا۔ ملاقات کے دوران میں لاٹ صاحب نے خود اٹھ کر ایک نہایت خوبصورت بائبل لا کر دی۔ اس امیر نے مجھ سے ذکر کیا۔ تو میں نے کہا کہ کیا کبھی تم نے بھی کبھی اپنے ملنے والے غیر مذہب کے آدمی کو کہا کہ قرآن پڑھا کرو۔ وُہ بولا ہم تو یہ کام ملانوں ہی کا سمجھتے رہے ہیں۔

اب مسیحیوں نے اپنے مذہب کی اشاعت کا جدید طریق اختیار کیا ہے۔ سڑکوں پر دائرہ اور تکیہ بناتے ہیں کہ وہاں آنے جانے والوں کو تبلیغ کریں۔ سوچو کہ وہ کس قدر کوشش قرآن کریم کے برخلاف کر رہے ہیں۔ مگر مسلمانوں کی حالت اس سے بالکل جُدا ہے۔ انہیں خبر بھی نہیں کہ:۔

دنیا میں کیا ہو رہا ہے!

پس یاد رکھو کہ اگر پوری طاقت و ہمت اور یک جہتی سے اس حبل اللہ کو مضبوط نہ پکڑو گے تو مخالفین اس رسہ کو لے جائیں گے (خدا نہ کرے ایسا ہو) اس رسہ کو مضبوط پکڑنے سے یہ مطلب ہے کہ قرآن مجید تمہارا دستور العمل ہو۔ تمہاری زندگی اس کی ہدایتوں کے ماتحت ہو۔ تمہارے ہر ایک کام ہر حرکت و سکون میں جو چیز تم پر حکمران ہو وہ خدا تعالےٰ کی یہ پاک کتاب ہو جو نور اور شفا ہے۔

یاد رکھو! دُنیا ایک مدرسہ ہے۔ اس مدرسہ کی رسہ کشی میں وہی کامیاب ہو گا جو حبل اللہ کو ہاتھ سے نہ دیگا۔ پس اس وقت ضرورت ہے کہ تم میں عملی زندگی پیدا ہو اور تفرقہ نہ ہو میں پھر تمہیں اللہ کا حکم سناتا ہوں۔ واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعًا ولا تفرقوا۔

مُسلمانوں کی موجودہ حالت افسوس! مُسلمانوں کو اب ان اُمور پر سوچنے کی بھی فرصت نہیں ان کے مشاغل ہی اور ہیں۔ کہیں وہ پولیٹکل اُمور میں اُلجھے ہوئے ہیں اور کہیں انجمنوں کے ذکر ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ قوم اس وقت سُدھر جاوے گی جب وہ دوسری قوموں کی طرح ایجی ٹیشن کرے گی اور اپنے حقوق کے لئے اپنی طاقت پر بھروسہ کریگی۔ دوسرا کہتا ہے نہیں قوم کو جو نقصان پہنچا ہے وہ اسی لئے پہنچا ہے۔ کہ وہ سود نہیں لیتی مسلمانوں کا ہزاروں لاکھوں نہیں۔ کروڑوں روپیہ رائگان جاتا ہے ایک کہتا ہے کہ اخبار میں یہ آرٹیکل نہ لکھا۔ تو کچھ نہیں۔ دوسرا کہتا ہے یہ رسالہ نہ ہُوا تو کچھ بھی نہ ہو گا۔ قوم میں اگر کوئی خوبی پیدا ہو سکتی ہے۔ تو اسی راہ سے ہو گی۔ غرض جو جس کے جی میں آتا ہے کہہ دیتا ہے۔

میں تمہیں کہتا ہوں کہ یہ نجات کی راہیں نہیں ان باتوں سے کچھ نہ بنے گا ایک ہی راہ ہے کہ حبل اللہ کو مضبوط پکڑو جب تک قرآن مجید کی ہدایات کے مطابق تمہارا عملدرآمد نہ ہو گا اور اس حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑتے رہو گے تم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ بس تفرقہ نہ کرو۔ تم اعدا تھے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ ایک ہوئے اور خدا تعالےٰ کے فضل سے آگ کے کنارے سے بچے ہو۔ آیندہ اس آگ سے بچو۔

بحث خلافت تم کو بھی اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے ہمارے بادشاہ حضرت مسیح موعود کے ذریعہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایک کیا۔ پھر اس کے مرنے کے بعد میرے ہاتھ پر تم کو تفرقہ سے بچایا۔ اس نعمت کی قدر کرو اور نکمی بحثوں میں نہ پڑو۔ میں نے دیکھا ہے کہ آج بھی کسی نے کہا کہ خلافت کے متعلق بڑا اختلاف ہے۔ حق کسی کا تھا اور دیگئی کسی اور کو۔ میں نے کہا کہ کسی رافضی کو جا کر کہہ دو کہ علی رضؓ کا حق تھا ابوبکر نے لے لیا۔

میں نہیں سمجھتا کہ اس قسم کی بحثوں سے تمہیں کیا اخلاقی یا رُوحانی فائدہ پہنچتا ہے۔ جس کو خدا تعالےٰ نے چاہا خلیفہ بنا دیا۔ اور تمہاری گردنیں اس کے سامنے جھکا دیں۔ خدا تعالےٰ کے اس فضل کے بعد بھی تم اس پر حماقت کرو تو سخت حماقت ہے۔

مَیں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآن مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کا کام ہے آدم کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالےٰ نے۔ فرمایا اِنّی جاعلٌ فی الارض خلیفہ۔ اس خلافت آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا کہ حضور وہ مفسد فی الارض اور سفاک الدم ہے۔ مگر انھوں نے اعتراض کر کے کیا پھل پایا۔ تم قرآن مجید میں پڑھ لو کہ آخر انہیں آدم کے لئے سجدہ کرنا پڑا پس اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو تو میں اسے کہہ دونگا

کہ آدم کی خلافت کے سامنے مسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے

اور اگر وہ اَبٰی اور استکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے تو سعادتمند فطرت اسے اسجدوا لآدم کی طرف لے آئیگی۔ اور اگر ابلیس ہے تو وہ اس دربار سے نکل جائیگا

پھر دوسرا خلیفہ داؤد تھا۔ یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض۔ داؤد کو بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا۔ ان کی مخالفت کرنے والوں نے تو یہاں تک ایجی ٹیشن کی۔ کہ وہ انارکسٹ لوگ آپ کے قلعہ پر حملہ آور ہوئے اور کود پڑے مگر جس کو خدا نے خلیفہ بنایا تھا کون تھا جو اس کی مخالفت کر کے نیک نتیجہ دیکھ سکے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو خلیفہ بنایا۔ رافضی اب تک اس خلافت کا ماتم کر رہے ہیں مگر کیا تم نہیں دیکھتے کروڑوں انسان ہیں۔ جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر درود پڑھتے ہیں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ:۔

مجھے بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا ہے

یہ وُہ مسجد ہے جس نے میرے دل کو بہت خوش کیا اس کے بانیوں اور امداد کنندوں کے لئے مَیں نے بہت دُعا کی ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ میری دُعائیں عرش تک پہنچی ہیں

پس اس مسجد میں کھڑے ہو کر میں نے مجھے بہت خوش کیا اور اسی شہر میں اگر اس مسجد ہی میں آنے سے خوشی ہوتی ہے میں اس کو ظاہر کرتا ہوں کہ جس طرح پر آدم و داؤد و ابوبکر و عمر کو اللہ تعالےٰ نے خلیفہ بنایا ہے اسی طرح اللہ تعالےٰ ہی نے مجھے خلیفہ بنایا ہے۔

اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہونچاتے ہیں۔ تم ان سے بچو۔ پھر سُن لو۔ کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا۔ اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں۔ کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔

اب سوال ہوتا ہے کہ خلافت حق کس کا ہے؟ ایک میرا نہایت ہی پیارا محمود ہے۔ جو میرے آقا اور محسن کا بیٹا ہے پھر دامادی کے لحاظ سے نواب محمد علی خاں کو کہدیں۔ پھر خسر کی حیثیت سے ناصر نواب صاحب کا حق ہے۔ یا ام المومنین کا حق ہے۔ جو حضرت صاحب کی بیوی ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو خلافت کے حقدار ہو سکتے ہیں۔ مگر یہ کیسی عجیب بات ہے۔ کہ جو لوگ خلافت کے متعلق بحث کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ ان کا حق کسی اور نے لے لیا۔ وہ اتنا نہیں سوچتے کہ یہ سب کے سب میرے فرمانبردار اور وفادار ہیں۔ اور انھوں نے اپنا دعوےٰ انکے سامنے پیش نہیں کیا۔ مجھے بدر کے ایک فقرہ سے بہت رنج ہوا کہ کوئی مرزا صاحب کا رشتہ دار نورالدین کا مرید نہیں۔ یہ سخت غلطی ہے۔ جو کی گئی ہے مرزا صاحب کی اولاد دل سے میری فدائی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں۔ کہ جتنی فرمانبرداری میرا پیارا محمود۔ بشیر۔ شریف۔ نواب ناصر نواب محمد علی خاں کرتا ہے۔

تم میں سے ایک بھی نظر نہیں آتا

میں کسی لحاظ سے نہیں کہتا بلکہ میں ایک امر واقعہ کا اعلان کرتا ہوں انکو خدا کی رضا کے لئے محبت ہے۔ بیوی صاحب کے منہ سے بیسیوں مرتبہ میں نے سُنا ہے کہ میں تو آپکی لونڈی ہوں ایڈیٹر بدر کا فرض تھا کہ وہ ایسی تحریر کی فوراً تردید کرتا اور لکھ دیتا کہ یہ جھوٹ ہے۔ میاں محمود بالغ ہے اس سے پوچھ لو کہ وہ سچا فرمانبردار ہے۔ ہاں ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ سچا فرمانبردار نہیں۔ مگر نہیں میں خوب جانتا ہوں کہ وہ میرا سچا فرمانبردار ہے۔ اور ایسا فرمانبردار کہ تم میں بھی ایک نہیں جو طرح پر علی۔ فاطمہ۔ عباس نے ابوبکر کی بیعت کی تھی اس سے بھی بڑھکر مرزا صاحب کے خاندان نے میری فرمانبرداری کی ہے اور ایک ایک ان میں سے مجھ پر فدا ہے۔ کہ مجھے کبھی وہم بھی نہیں آسکتا۔ کہ میرے متعلق انہیں کوئی وہم آتا ہو۔

سُنو! میرے دل میں کبھی یہ غرض نہ تھی کہ میں خلیفہ بنتا۔ میں جب مرزا صاحب کا مرید نہ تھا۔ تب بھی میرا یہی لباس تھا میں امرا کے پاس گیا۔ اور معزز حیثیت میں گیا۔ مگر تب بھی یہی لباس تھا۔ مرید ہو کر بھی میں اسی حالت میں رہا مرزا صاحب کی وفات کے بعد جو کچھ کیا۔ خدا تعالےٰ نے کیا۔ میرے وہم وخیال میں بھی یہ بات نہ تھی۔ مگر اللہ تعالےٰ کی مشیت نے چاہا اور اپنے مصالح سے چاہا۔ مجھے تمہارا امام و خلیفہ بنا دیا اور جو تمہارے خیال میں حقدار تھے۔ انکو بھی میرے سامنے جھکا دیا۔ اب تم اعتراض کرنے والے کون ہو اگر اعتراض ہے تو جاؤ۔ خدا پر اعتراض کرو۔ مگر اس گستاخی اور بے ادبی کے وبال سے بھی آگاہ رہو۔ اس اخبار کو جس نے ایسا غلط واقعہ لکھا ہے۔ اب بھی تلافی کرنی چاہیئے۔ اور ایسے طور کہ ہمارے پیارے محمود اور اس کے بھائیوں کو پوچھ کر تلافی کرے۔ میں کسی کا خوشامدی نہیں مجھے کسی کے سلام کی بھی ضرورت نہیں۔ اور نہ تمہاری نذور اور پرورش کا محتاج ہوں اور خدا تعالےٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ ایسا وہم بھی میرے دل میں گزرے۔

اللہ تعالےٰ نے مخفی در مخفی خزانہ مجھے دیا ہے۔ کوئی انسان اور بندہ اس سے واقف نہیں۔ میری بیوی میرے بچے تم میں سے کسی کے محتاج نہیں اللہ تعالےٰ آپ ان کا کفیل ہے۔ تم کسی کی کیا کفالت کروگے۔ واللّٰہ الغنی وانتم الفقراء۔

جو سُنتا ہے۔ وہ سُن لے اور خوب سُن لے اور جو نہیں سُنتا اس کو سننے والے پہونچا دیں کہ :۔

یہ اعتراض کرنا کہ خلافت حقدار کو نہیں پہنچی رافضیوں کا عقیدہ ہے

اس سے توبہ کرلو اللہ تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا خلیفہ بنا دیا جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور فاسق ہے فرشتے بنکر اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو۔ ابلیس نہ بنو۔

مسئلہ اکفار

دوسرا مسئلہ جس پر اختلاف ہوتا ہے وہ اکفار کا مسئلہ ہے۔ اپنے مخالفوں کو کیا سمجھنا چاہیئے؟ اس مسئلہ کے متعلق تم آپس میں جھگڑتے ہو۔ ہمارے بادشاہ ہمارے آقا مرزا صاحب نے اس کو کھول کر بیان کر دیا ہے۔ مگر تم پھر بھی جھگڑتے ہو۔ سُنو! ایک امام مثنوی کے مصنف ہیں وہ علم کلام کی کتاب ہے۔ مگر وحدۃ وجود والے ان کے ہر قول کو وحدت وجود میں لے آتے ہیں اس نے ایک جگہ مذاہب کے اختلاف کو بیان کر کے کہا ہے

وحدۃ اندر وحدۃ است ایں مثنوی

کیا مطلب مثنوی ایک راہ بتائے گی۔ اور یہ مثنوی وحدۃ سے باہر نہیں جائے گی۔ آگے اس کے کوئی اور کرے یہ اس کا اختیار ہے۔ ایک جگہ وہ کہتا ہے۔ بشنو از نے چوں حکایت مے کند۔ وز جدائیہا شکایت مے کند۔ نے میں کوئی بولتا ہے۔ تو وہ بھی بولتی ہے۔ یہ انبیاء علیہم السلام کی شان ہے۔ وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں بولتے بلکہ خداوند تعالےٰ کے بلانے سے بولتے ہیں۔ اسی لئے قرآن مجید میں فرمایا۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ

خدا کے رسُولوں کی اتباع خدا تعالےٰ کی اتباع ہے۔ اور انکی اتباع سے منحرف ہونا اور انکار کرنا اللہ تعالےٰ کا انکار ہوتا ہے۔ خدا تعالےٰ کی ہستی کا اقرار بھی مکمل اور موثر نہیں ہوتا جب تک انبیاء علیہم السلام کی نبوت پر یقین اور ایمان نہ ہو۔ انبیاء علیہم السلام کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ لوگوں کو خدا تعالےٰ کا پتہ لگ جاوے اور چونکہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے وقت لوگ خدا تعالےٰ سے غافل اور دُور ہوتے ہیں اور انہیں اور خدا تعالےٰ میں ایک تفرقہ اور جدائی ہوتی ہے اسلئے

وز جدائیہا شکایت مے کند

وہ مثنوی نے اس تفرقہ اور جدائی کی شکایت کرتی ہے یہ بہت دقیق اور طویل مضمون ہے۔ اس وقت اس پر زیادہ نہیں کہتا۔ انبیاء کی ضرورت اور ان پر ایمان کے متعلق قرآن مجید نے کھول کر بیان کیا ہے۔

غرض مثنوی کے مصنف نے ایک حکایت لکھی ہے۔ کہ پچھلی قوم کو ایک ہادی کے ماننے میں سہولت ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ جانتی ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کس وقت آتے ہیں انکی آیات کرامات۔ معجزات کیا ہوتے ہیں۔ کیونکہ پہلے انبیاء کی ایک جماعت آچکی ہوتی ہے۔ (باقی آئندہ)

یہ فقرہ ایک سال کا [illegible] اخبار [illegible]

اصلی ممیرہ اور ممیرے کا سرمہ ۱/۵

اصلی ممیرہ اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شایع ہو رہا ہے اس اثناء میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اُٹھایا یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نورالدین صاحب مدظلہ کا بتایا ہوا ہے آپ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا۔ کہ برائے امراض چشم بسیار مفید است۔" یہ سرمہ دُھند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑوال۔ سبل اور سُرخی اور۔ ابتدائی مونتیا بند امراض چشم کیلئے مفید ہے قیمت سرمہ اول فی تولہ ۱۶ قسم دوم ۸ قسم سوم عہ اصلی ممیرہ جسکی قیمت اصلی عـہ فی تولہ ہے فی الحال دو ماہ کے لئے اس کی رعایتی قیمت ۸ فی تولہ کردی ہے بعض ضروریات نے مجھے ایسا کرنے پر مجبور کیا ہے +

ترکیب استعمال۔ ممیرہ پتھر پر رگڑ کر یا سرمہ کیطرح باریک کرکے آنکھوں میں ڈالا جاوے +

یہ سرمہ خصوصاً گرمی کے موسم میں جنکی آنکھیں دکھتی ہوں تو انکے لئے بہت مفید و مجرب ہے۔ **احمد نور**

ست سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا جسکی عبارت یہ ہے

مقوی جمیع اعضاء نافع صرع۔ مشتہی طعام۔ قاطع بلغم و ریاح۔ دافع بواسیر و جذام و استسقاء و زردی رنگ و تنگی نفس و دق و شیخوخیت و فساد بلغم و قاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و یبوست و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ قیمت دو تولہ عـہ +

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری بادامی سیاہ اور سفید ماشی ریشمی اور سوتی۔ قسری صافے سفید اور بادامی اور پشاوری ٹوپیاں ہر قیمت کی ملسکتی ہیں۔

المشتہر

احمد نور۔ کابلی۔ مہاجر سوداگر قادیان۔ ضلع گورداسپور

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں ۱۳/۵

اصلی عرق کافور

دیکھو گرمی کا موسم آیا۔ جہاں تہاں ہیضہ کا آنا بھی ممکن ہے اس سے بچنے کا آسان طریقہ ڈاکٹر ایس کے برمن کا اصلی عرق کافور ہے یہ دوا چھبیس برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہے۔ یہ عرق گرمی کے دست۔ پیٹ کا درد اور متلی کیلئے اکسیر کا اثر رکھتا ہے۔ ہمیشہ ایک شیشی اپنے پاس رکھو۔ قیمت فی شیشی ۴ محصولڈاک ایک سے چار شیشی تک ۵ +

عرق پودینہ

یہ ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق طیار کیا گیا ہے اس کا رنگ بھی پتی کے رنگ کا سا ہے اور خوشبو بھی تازہ پتیوں کی سی آتی ہے۔ یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے ریاح کیلئے یہ نہایت مفید دوا ہے پیٹ کا پھولنا۔ ڈکار کا آنا پیٹ کا درد۔ بدہضمی متلی۔ اشتہا کا کم ہونا ریاح کی سب علامتیں دُور ہو جاتی ہیں۔ قیمت ۸ محصول ۵

ڈاکٹر ایس کے برمن تاراچند دت اسٹریٹ نمبر ۵ و ۶ کلکتہ

کتاب چشمہ زندگی پر اہل ملک کی متفقہ آواز ۵/۱۳

جناب خلیفۃ المسیح حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب

تحریر فرماتے ہیں جناب کی کتاب چشمۂ زندگی کو مینے دلچسپی سے پڑھا فزیکل کانگریس کے بعد یہی دوسری کتاب ہے جو اپنے مضمون میں مجھو پسند آئی ہے مہنتہ سیتارام دت کویرنجن صدر بازار راولپنڈی کی محنت بہت قابل قدر ہے۔ مجھے بڑی خوشی ہوگی کہ اگر ملک اس رسالہ کی قدر کرے مفصل دیکھو بدر ۹ مارچ سنہ ۱۲ء خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر پنشنر سردار خاں۔ بابا خان صاحب پشاور۔ چشمۂ زندگی واقعی چشمہ زندگی ہے۔ پبلک کے واسطے ایک عجیب و غریب نعمت ہے جسکی قدر بہت ضروری ہے +

مشہور علامہ جناب پیر مولوی مہر علی شاہ صاحب گولڑہ

سے رقم فرماتے ہیں۔ آپکی کتاب چشمۂ زندگی واقعی اسم بامسمیٰ ہے خلق کیلئے یہ ہدایات نہایت ضروری اور مفید ہیں جنکی اشاعت کی توفیق حکیم مطلق نے آپ کو عطا فرما کر نعم الرفیق و جند الشفیق کہلانیکا استحقاق بخشا حمد بیحد اور ثناء بے عد اسی وحدہٗ لاشریک کے شایاں ہے جس نے منفعت عامہ کیلئے اپنی مخلوق میں سے ایک شخص کو ناصح خلق و خیرخواہ قرار دیا خوش نصیب ہوگا وہ جسنے حفظ ماتقدم یا تدارک مافات کا حصہ ان نایاب و قابل قدر ہدایات سے لیا۔" نوٹ۔ عدم گنجایش مانع طوالت ہے +

ہندوستان کی ایک غیر معمولی طبی شخصیت

حاذق الملک بہادر حکیم اجمل خاں صاحب رئیس اعظم دہلی۔ مینے چشمۂ زندگی کو جستہ جستہ دیکھا میں سمجھتا ہوں کہ یہ کتاب مفید ہوگی۔ لائق مؤلف نے اسکے جمع کرنے میں خاص طور پر محنت کی ہے آریہ سماج میں ایک خاص شخصیت رکھنے والے لالہ ہنسراج بی اے سابق پرنسپل دیانند کالج لاہور فی الواقعہ آپکی کتاب میں بہت سی مفید باتیں ہیں +

آنریبل خان بہادر سیٹھ ہاموں جی مجسٹریٹ راولپنڈی فرماتے ہیں کہ اُردو علم ادب میں کتاب چشمۂ زندگی قابل قدر اضافہ ہے +

نوٹ۔ یہ کتاب (۳۵۰) صفحہ کی مجلد باتصویر رنگین ۱۸ × ۲۲ سائز عمدہ لکھائی چھپائی اور کاغذ کی ہے۔ قیمت فی جلد ۲ محصول ۳ دو جلد پر محصول معاف

فہرست مضامین مختصراً منی کی پیدایش جائے رہایش باتصویر رنگین۔ مشرح خطرناک آگ تیز زہر۔ زنانہ تناسلی اعضاء باتصویر رنگین مشرح منی اور یرج (حیض کے متعلق دلچسپ جدید مغربی دریافت۔ ویدک یونانی خیالات۔ شادی کے متعلق ویدک مغربی اور اسلامی خیالات۔ حمل بالتشریح۔ مکمل ہدایات قابل دید۔ حاملہ زچہ۔ بچہ کے متعلق مفصلاً عام جسمانی اعضاء باتصویر رنگین مختصراً ذرائع صحت اسباب الامراض۔ ویدک اصول صحت۔ اصول علاج۔ اصول تشخیص بیانی سے تمام امراض کا علاج باتصویر مشرح مدلل۔ خواص الاشیاء بمعہ مرکبات۔ امراض منی کا مکمل علاج بمعہ نسخہ جات وغیرہ وغیرہ +

پتہ:۔ سیتارام دت۔ ویدکویرنجن آدتیہ اشدھالیہ صدر بازار۔ راولپنڈی

مُفصّلہ ذیل کُتب و اشیاء بدر ایجنسی سے طلب کیجاویں

ست سلاجیت

عگ فی تولہ

نہایت احتیاط سے صاف کی ہوئی اعلیٰ درجہ کی ست سلاجیت

یہ پہاڑی مومیائی ہمارے ایک معزز قابل اعتبار دوست سرحدی پہاڑوں سے لائے ہیں۔ بدن کی تمام قوتوں کے واسطے یہ دوائی ایک عجیب خاصیّت رکھتی ہے یہ کوئی مرکب نسخہ نہیں جس کے اجزا مخفی ہوں بلکہ یہ ایک قدرتی دوا ہے۔ جس کی تعریف طبّی کتابوں میں مندرج ہے۔ ناظرین خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ **محیط اعظم** کی عبارت فارسی ہم نقل کر دیتے ہیں:۔ مقوّی اعضاء ۔ نافع صرع ۔ مشتہی طعام قاطع بلغم و ریاح ۔ دافع بواسیر بادی ۔ جذام و استسقاء ۔ زردی رنگ و تنگی نفس و دق و شیخوخیت و فساد بلغم و قاتل کرم شکم ۔ مفتّت سنگ گردہ و مثانہ و سلس البول ۔ سیلان منی ۔ یبوست ۔ اوجاع مفاصل وغیرہ وغیرہ ۔ بلکہ محیط اعظم میں یہاں تک لکھا ہے ۔ کہ یہ ایک **تریاق** ہے ۔ اگر پورے لوازمات کے ساتھ انسان کھائے ۔ تو کبھی بوڑھا نہ ہو ۔ یہ تو مبالغہ ہی معلوم ہوتا ہے ۔ مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ بڑی مفید شے ہے ۔ صاحب بستان المفردات لکھتے ہیں ۔ کہ اس میں قوت تریاقیہ ہے ۔ جریان اور ضعف باہ کو دور کرتی ہے اور تمام اعضاء کو قوت دیتی ہے ۔ بقدر دانۂ نخود دودھ کے ساتھ صبح کے وقت استعمال کرنی چاہیئے ۔ قیمت ایک تولہ مبلغ عا روپے ہے ۔ یہ اصلی مال ہے ۔ کوئی معمولی چیز نہیں ہے ۔ جو ارزاں قیمت پر دیجا سکے ۔ مثل مشہور ہے ۔

"گراں بحکمت ۔ ارزاں بعلت ۔" قیمت فی تولہ دو روپے

اکسیر البدن

ملک عرب کا ایک مجرب نسخہ جو کہ عبدالحی عرب صاحب وہاں سے لائے ہیں ۔ مقوی اعضائے رئیسہ ہے ۔ اس کے کھانے سے دماغ کو قوت ہوتی ہے ۔ بدن میں نقصان نہیں کرتی کئی لوگوں نے تجربہ کیا ہے ۔ پہلے اس کی قیمت بہت تھی ۔ مگر آجکل عرب صاحب نے ۱۶ ۔ خوراک کا ایک روپیہ (عہ) کر دیا ہے ۔ تاکہ عوام کو فائدہ پہنچے ۔

میں نے بھی تجربہ کیا ہے ۔ اور بہت مفید پایا ہے ۔

ایڈیٹر ۔

نماز مترجم

نہایت عمدہ خوشنما کاغذ خوش خط جیبی تقطیع پر شیخ مولا بخش صاحب مالک نیولائل پریس نے چھپوائی ہے ۔ قیمت ۱ر فی نسخہ ہے ۔

مذہبِ منصور

اللہ تعالےٰ کی ہستی اور رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی صداقت اور اسلام کی سچائی پر ایک فاضل نے نہایت محنت سے ترتیب وار ۲۲۴ دلائل اس کتاب میں درج کئے ہیں ۔ قابل دید کتاب ہے ۔ قیمت فی نسخہ پانچ آنے ۵ر

گیارہ پنجابی کتابیں سلسلہ حقہ کی تائید میں ۔ گیاراں اکٹھی فروخت ہوتی ہیں ۔ قیمت مجموعہ ۶ر

۱ ۔ سچ بیان ۔ مصنفہ محمد اسمٰعیل صاحب ساکن پنڈال ۔ منکران وفاتِ مسیح پر دس اعتراض کئے گئے ہیں ؎

سُن لو بھائیو! سچ بیان ❖ عیسےٰ نہیں گیا آسمان

(۲) گل موتیا ۔ تصنیف رعایت اللہ صاحب ۔

(۳) تحفۃ المشتاقین ۔ مصنفہ صوفی غلام رسول صاحب راجیکی

(۴) جامِ وحدت ۔ " " "

(۵) چٹھی مسیح تے اُسدا جواب (۶) سی حرفی (۷) سی حرفی احمدی

(۸) اظہار الحق (۹) صدقے جاواں (۱۰) احمدی کا بن (۱۱) گلدستہ احمدی

پارہ الم سیتول تقطیع کلاں ۲ر ۔ پارہ الم سیتول خورد ار ۔ ضرورت الامام ار نور القران حصہ دوم ۴ر ۔ خلافت راشدہ عہ ۲ ۴ر ۔ جام شہادت ۔ر ۔ یادگار کریم ر التبیان ار ۔ شہادت القرآن ۴ر ۔ حمامۃ البشریٰ ۸ر ۔ اوامر و نواہی قرآن کریم ۹ر ۔ لیکچر لاہور ار ۔ دعوۃ الندوہ ار ۔ دافع البلاء ار ۔ نور القرآن ۲ر اعجاز احمدی ۶ر ۔ آسمانی فیصلہ ۲ر ۔ رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۹۰۷ء ۳ر ۔ مجموعہ آمین ۔ر ۔ کشف الغطاء ۲ر ۔ اربعین ار ۔ ستارہ قیصریہ ۔ر ۔ رسالتین ۴ر ۔ مسک العارف ار ۔ راز حقیقت ار ۔ مسلمانوں کا خدا اور اس کے حضور دعا ۲ر ۔ فضل حق ۲ر ۔ تحفۃ الندوہ ۔ر ۔ جواب سراج الدین عیسائی ۔ چٹھی مسیح ار سی حرفی عبدالقدوس ۔ر ۔ احمدی کا بن مولوی محمد علی ار ۔ بلاغ القوم عابدین ار گلدستہ رسالت ۲ر ۔ فرزند علی ۳ر ۔ مجربات نور الدین حصہ اوّل و دوم ۴ر سرمہ [illegible] ۔ فتح الدین ۳ر ۔ کرشن لیلا ار ۔ مورکھ سیدھ ار ۔

ایک جھوٹ کی تردید اور معذرت

Digitized by Khilafat Library

پچھلے اخبار بدر میں ایک مضمون بعنوان "تذکرہ خاندان حضرت مرزا صاحب" شائع ہو چکا ہے۔ جو ناظرین پڑھ چکے ہیں۔ یہ مضمون جیسا کہ ظاہر کیا جا چکا ہے۔ ایک انگریزی کتاب کا ترجمہ ہے۔ جو ایک انگریز کی تصنیف ہے۔ اس مضمون کے آخر میں ایک فقرہ ہے۔ جس کی مناسب اور مفصل تردید اُسی اخبار میں ہو جانی ضروری تھی۔ مگر مجھے اپنی غفلت پر افسوس ہے۔ کہ سوائے ایک مختصر ریمارک کے اس میں کچھ لکھا نہ گیا۔ وہ فقرہ یہ ہے

"مرزا غلام احمد کا خلیفہ ایک مشہور حکیم مولوی نورالدین جو چند سال مہاراجہ کشمیر کی ملازمت میں رہا ہے۔ غلام احمد کا اپنا رشتہ دار ایک بھی اس کا پیرو نہیں"

اللہ تعالےٰ علیم و خبیر اس بات کا شاہد ہے۔ کہ اس مضمون کو درج اخبار کرتے کے وقت الفاظ اس کا پیرو سے میں نے مراد حضرت مرزا صاحب کا پیرو سمجھا۔ اور میں نے یہ خیال کیا۔ کہ مؤلف کتاب کا یہ منشاء ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے جدی رشتہ دار اُن کو (مرزا صاحب کو) مسیح نہ مانتے تھے چونکہ میرے معلومات کے مطابق یہ کُلّیہ بھی غلط تھا۔ اس واسطے میں نے اس کی تردید اسی اخبار میں تمہیدی الفاظ میں کر دی تھی کہ "حضرت صاحب کے بعض رشتہ دار بھی آپ کے مریدین میں شامل ہیں"۔

لیکن عبارت مذکورہ بالا سے یہ مطلب بھی نکل سکتا ہے۔ کہ احمدی جماعت کے موجودہ امام و پیشوا حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب ایدہ اللہ کو حضرت مرزا صاحب کا کوئی رشتہ دار نہیں مانتا۔ اگرچہ الفاظ سے ایسا ظاہر ہے مگر چونکہ ایسی بات میرے روزمرہ کے مشاہدہ اور امر واقعہ کے بالکل خلاف ہے۔ بلکہ ایک صریح جھوٹ اور کذب بیانی ہے اس واسطے پہلے میرا خیال مطلقاً اس طرف گیا ہی نہیں۔ کہ اس عبارت کے یہ معنے ہیں۔ لہٰذا اب اس تحریر کے ذریعہ سے یہ امر واضح کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مؤلف کتاب کا وہ منشاء تھا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت اور مسیحیت کو اُن کے جدی رشتہ داروں نے نہیں مانا تو وہ بھی کُلّیۃً درست نہیں۔ کیونکہ اگرچہ سنت انبیاء سے ظاہر ہے۔ کہ نبیوں کے اقربا عموماً کم ہی اُن کے ماننے والے ہوئے۔ اور حضرت عیسیٰ کے اقوال سے بھی ظاہر ہے۔ کہ نبی کو اپنے وطن میں عزت نہیں۔ تاہم یہ امر واقعہ ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے خاندان کے بعض افراد اور قادیان کے مخالفین سے کئی شخص آپ کی زندگی میں آپ کے مرید ہو چکے تھے۔ اور اس عبارت جو یہ منشاء ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے رشتہ دار حضرت مولوی نور الدین صاحب کے مرید نہیں۔ یہ تو ایک صاف دروغ ہے کیونکہ نہ صرف حضرت مرزا صاحب مرحوم مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی لڑکے خُسر داماد جو حضرت کے مرید تھے۔ سب کے سب بلا استثنےٰ حضرت مولوی صاحب کے خلیفۃ المسیح ہونے پر یقین و ایمان رکھنے والے ہیں۔ بلکہ بعض وہ جدی رشتہ دار بھی جو حضرت مرحوم کی زندگی میں آپ کے مرید نہ تھے۔ وہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر توبہ کر کے داخل سلسلہ احمدیہ ہو چکے ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب کے اہلبیت کو جو اخلاص حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح کے ساتھ ہے۔ اور جس محبت اور اطاعت کا اعلیٰ نمونہ حضرت ام المومنین نے اور حضرت صاحبزادہ بشیر بن محمود احمد صاحب نے اور اُن کے بھائیوں نے اور حضرت نواب محمد علی خانصاحب نے اور حضرت میر ناصر نواب صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح مولوی صاحب کے حضور میں دکھایا ہے۔ اس کی نظیر بہت کم پائی جا سکتی ہے یہ صاحبان اس خلافت اول کے اول المومنین ہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ اور میں کیا دُنیا دیکھ رہی ہے۔ کہ یہ سب حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ہر وقت اپنی جانوں تک نثار کرنے کے واسطے تیار ہیں۔ اللہ تعالےٰ تمام جماعت کو اُن کے پاک نمونے پر چلنے کی توفیق دے۔ میں نہیں جانتا۔ کہ میں اپنی اس غلطی کو اپنی نالائقی کی طرف منسوب کروں یا اپنی کم فہمی اور نادانی کے ذمہ لگاؤں۔ کیونکہ یہ سب باتیں مجھ میں پائی جاتی ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ صحیح بات یہ ہے۔ کہ میری بعض شامتِ اعمال کا نتیجہ ہے۔ کہ مجھ سے ایسی کوتاہی سرزد ہوئی۔ کہ میں نے پچھلے اخبار میں ہی مفصل نوٹ نہ دیا۔ ربّ انی ظلمت نفسی ظلماً کثیراً و اعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ میں اُن تمام اپنے مطاع محسن بزرگوں اور ناظرین اخبار سے جن کے واسطے میری یہ نابکاری موجب تکلیف ہوئی ہے۔ معافی اور نیک دُعا کا خواستگار ہوں۔ چونکہ اخبار تیار ہو چکا ہے۔ اس واسطے یہ ورق بطور ضمیمہ کے بڑھایا جاتا ہے الگ بھی تقسیم کیا جاتا ہے۔ اور اگلے اخبار میں انشاء اللہ اس مضمون کو دوبارہ بھی درج کیا جائیگا۔ لوگ جانتے ہیں۔ کہ اس اخبار کا ایڈیٹر میں ہوں۔ لیکن بعض دفعہ میری عدم موجودگی کے وقت اخبار کوئی اور بھی ایڈیٹ کرتا ہے۔ لہٰذا اس امر کو ظاہر کرنیکے واسطے کہ اس بیہودگی کا ذمہ دار صرف میں تھا۔ میں اس معذرت کے نیچے اپنا دستخط بھی کر دیتا ہوں ÷

صادق عفی اللہ عنہ

ایڈیٹر اخبار بدر

۱۶ - جون ۱۹۱۲ء